مُقدّمہ

یہ صفحات اپنی شرح خود ہیں۔ ایک چھوٹا سا آئینہ ہے جو ہندوستان کے نام نہاد مصلحین قوم اور مذہبی رہنماؤں کے سامنے رکھ دیا گیا ہے کہ وہ اس میں عورت کے متعلق اپنی غفلت شعاریوں کا مکروہ چہرہ دیکھ سکیں۔

مجھ پر ظلم ہوگا اگر ان صفحات کو ناول یا افسانہ سمجھ کر پڑھا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کاغذی پیرہن میں خراب آباد ہندوستان کی نسوانی زندگی کے چند نقوش پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر اس بدنصیب ملک میں کچھ لوگ ان نقوش کے معنی سمجھ سکیں تو سمجھ لیں۔ اور یہ بھی سمجھ لیں کہ جب وقت تک ہندوستان کی عورت کے ساتھ پورا انصاف نہ کیا جائے گا سیاسی آزادی اور قومی ترقی کا ادّعا محض حرفِ غلط رہے گا۔

یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک بازاری عورت کی ظاہری اور باطنی زندگی کا یہ عکس مبالغہ سے یکسر پاک... ہے۔ مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ حسن فروشی کے بازار میں ہندوستانی عورت کی یہ خونچکاں فطرت کا ایک مطالعہ ہے جو زبانِ اردو کی علمی دنیا اور ہندوستانیوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں چشمِ عبرت کا محتاج ہے۔ اس دردناک تصویر کی رنگ آمیزی اس کو جاذبِ نظر بنانے کے لئے ضروری تھی ؎

ہرچند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو

بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

لیلیٰ کے قلم سے جو خطوط لکھوائے گئے ہیں۔ ان کا مجموعہ نہ انشا پردازی کی مشق ہے نہ زورِ قلم کا مظاہرہ ہے۔ بلکہ ان خطوط میں جو دیکھ سکتے ہوں، ان کے لئے لیلیٰ کا جسم ایک

Scanned by CamScanner

نوارۂ خون، اس کی بذلہ سنجی ایک فریاد، اس کی ظرافت ایک دکھی کی پکار ہے۔ اس کی شوخیوں میں اس کے دل کا درد مستور ہے، اس کی شرارتوں میں اس کی جراحتیں پوشیدہ ہیں لیلیٰ کی زندگی کا فلسفہ اس قدر نفرت انگیز نہیں جس قدر درد انگیز ہے! وہ ہنس ہنس کر اپنے زخموں سے کھیلتی ہے جو اس کے وجودِ معنوی پر ناسور بن کر رہ گئے ہیں! اپنی مختصر داستان میں وہ اپنی ان لاکھوں بدنصیب بہنوں کی روئدادِ زندگی بیان کرتی ہے جو اس ملک میں مردوں کی نفس پرستی پر قربان کی جاتی ہیں لیلیٰ کی زندگی کا ہر نقش فریادی ہے۔

ان خطوط کے اجمال میں، مظلوم کی طرف سے ظالم کی جانب چند اشارے ہیں مگر ظالم مظلوم کی تصویر دیکھنے سے ہمیشہ گھبرایا کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کو اس آئینے میں اپنی اصلی صورت نظر آیا کرتی ہے! پس تعجب نہیں کہ بعض حلقوں میں یہ خطوط سختی کے ساتھ ناپسند کیے جائیں۔ لیکن عورت کی دنیا میں جہاں ہندوستان کی تقریباً نصف آبادی ابھی تک پابہ زنجیر اور مہر بہ لب ہے مجھے امید ہے کہ ان اوراق کا بیشتر حصہ غور کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

اسی سلسلے میں چند خطوط اس سے پہلے رسالہ "نیرنگ خیال" کے صفحات پر شائع ہو چکے ہیں اور اس طرح ایڈیٹر صاحب "نیرنگ خیال" کی مہربانی سے لیلیٰ کی فریاد کا کچھ حصہ اس کے ہمدرد دل تک پہنچایا جا چکا ہے مجھے معلوم ہے کہ بعض حلقوں میں یہ فریاد ہمدردی کے ساتھ سنی گئی۔ اب ان خطوط کی یکجا اشاعت سے مقصود صرف یہ ہے کہ جو لوگ لیلیٰ کے مخاطب اصلی ہیں ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے ایک قطرۂ خون نکال کر خوردبین کے سامنے رکھ دیا جائے تاکہ اس ایک قطرۂ سے ان تمام جراثیم کا پتہ چل جائے جو ہمارے نظامِ زندگی کو گھن لگا رہے ہیں۔ لیلیٰ درحقیقت ہمارے جسدِ اجتماعی کا صرف ایک قطرۂ خون ہے، جو میں "ان بزرگانِ ملت" کی خدمت میں نذر لایا ہوں، جن کا فرض تھا کہ مصلوں پر تسبیح لے کر بیٹھنے اور منبروں پر بے معنی اور بے نتیجہ وعظ فرمانے کے بجائے اپنی تہذیب کے اس ناسور کیلئے جس کا ایک قطرۂ خون لیلیٰ ہے کوئی مرہم تجویز کرتے اور اپنی "لیڈری" کے پلیٹ فارم پر محض تقریریں کر کے اپنے مجرم ضمیر کو تسکین دینے کی کوشش نہ کرتے!!

۴ دسمبر ۱۹۳۲ء

عبد الغفار

Scanned by CamScanner